افکار

ہم نے پچھلے ماہ کے ''افکار'' میں مدیر ''صدق'' لکھنو' کا ایک شذرہ نقل کیا تھا - جس میں مولانا محمد یوسف بنوری کے مرکزی ادارہٴ تحقیقات اسلامی میں تشریف لانے اور مرکزی ادارہ اور مولانا ممدوح کے مدرسہ عربیہ اسلامیہ میں تعاون کے باہمی وعدوں کی خبر پر تبصرہ فرماتے ہوئے جناب مدیر ''صدق'' نے پیشینگوئی فرمائی تھی کہ

> '' توقعات کو بہت زیادہ قائم کرنا صحیح نہ ہوگا - جو ادارے قائم ہی مختلف بنیادوں پر ہوں ، ان کے درمیان تعاون بس ایک خاص ہی حد تک ہو سکتا ہے - اس سے زیادہ نہیں - ''

ہم حضرت مولانا عبدالماجد دریا آبادی کی ادبی ولایت کے دلی معتقد ہیں اور اس عقیدت کو اپنے لئے وجہ نازش و دلیل خوش ذوقی سمجھتے ہیں - لیکن ہمیں اب ان کے روحانی تصرف پر بھی ایمان لانا ہی پڑیگا- کیونکہ ۲۴ جولائی ۱۹۶۴ع کے '' صدق '' میں ان کی یہ پیشینگوئی شائع ہوئی اور چند روز بعد اگست ۱۹۶۴ع کے ماھنامہ '' بینات '' نے اس کے سچے ہونے کی ایک نہ دو بلکہ تین تین روشن دلیلیں فراہم کردیں -

(۱)

اگست کے '' بینات '' میں اس موقر دینی و علمی ماھنامہ کے سر پرست مولانا محمد یوسف بنوری نے ایک مقالہ تحریر فرمایا ہے ' جس کا عنوان ہے

و مرکزی ادارۂ تحقیقات اسلامی میں کی ہوئی علامہ بنوری کی ایک تقریر کی تلخیص ۔

اس مقالے کی تمہید کے دو جملے ہمارے نزدیک خصوصی توجہ کے مستحق ہیں : —

(۱) اس مقالے کے تحریر فرمانے کی وجہ بیان فرماتے ہوئے حضرت مولانا ارشاد فرماتے ہیں :—

> پھر روزنامہ ڈان انگریزی میں اور ماہنامہ 'فکر و نظر' میں اس کا خلاصہ جس انداز سے پیش کیا گیا اس میں غلط فہمی کی گنجائش تھی ۔ کہ میں نے ادارے کے ساتھہ غیر مشروط تعاون کا اظہار کیا ھے ۔ ادارے کے موجودہ طرز عمل سے میں مطمئن ہوں ۔ بلکہ ماہنامہ ''بینات'' کے خلاصے سے بھی کسی قدر غلط فہمی کا اندیشہ ہوسکتا ھے ۔ (ص ۱۶۱)

یہاں غور طلب بات یہ ھے کہ جناب مولانا نے ایک منتخب مجمع سے خطاب فرمایا ۔ اس خطاب کی روایت صرف کسی ایک فرد نے نہیں کی کہ یہ '' خبر واحد '' کہلاتی اور بعض '' منکرین روایت '' کے نزدیک لائق حجت نہ ہوتی ۔ بلکہ اس کو روایت کیا : (۱) انگریزی روز نامہ ڈان DAWN کے نامہ نگار خصوصی نے ۔ (۲) ماہنامہ '' فکر و نظر '' کے رکن ادارہ نے ۔ اور (۳) خود ماہنامہ '' بینات '' کے ادارے نے ۔ ان میں سے کوئی روایت ''مرسل'' '' منقطع '' یا '' موقوف '' نہیں ' بلکہ یہ تینوں '' متصل '' و '' مرفوع '' تھیں ۔ ہمارے ذخیرۂ روایات میں '' ثلاثیات '' کا یعنی ان روایتوں کا درجہ بہت بلند ھے جن کے درمیان کے راوی صرف تین ہوں۔ اور یہاں تو ان رواۃ ثلاثہ کی تینوں روایتیں بلا واسطہ ہیں ۔

اب رہے راوی تو شاید یہ کہا جائے کہ '' ڈان '' کا نامہ نگار خصوصی '' مجہول '' ھے اور شاید '' ضعیف '' بھی ہو ۔ اور '' فکر و نظر '' کے ارکان ادارہ؟ تو ان کا رسالہ '' بینات '' کے ہاتھوں '' مجروح '' ہونا تو ظاہر ہی ھے ۔ بالفرض یہ راوی '' ضعیف و مجروح '' ہوں ' تب بھی رسالہ '' بینات'' کی مجلس ادارت کے تمام ہی ارکان اس خطاب عمومی میں شاہد عینی و سماعی تھے ۔ ان راویوں کے '' ثقہ '' و '' صدوق '' و '' عدول '' ہونے میں تو شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ۔ اور ان کی روایتیں خود مولانا ممدوح کے قول کے مطابق روزنامہ '' ڈان '' اور ماہنامہ '' فکر و نظر '' کے راویوں کی موید ہیں ۔

غرض علم الروایت کی رو سے اس روایت کے ''حسن'' ''صحیح'' و '' مشہور'' بلکہ '' متواتر'' ہونے مین کوئی کلام نہیں ہوسکتا ۔ اس پر مزید یہ کہ یہ روایت نہ صرف چند گھنٹے یا بدرجۂ آخر چند دن میں ضبط تحریر میں آ گئی تھی ۔ بلکہ ٹیپ ریکارڈ بھی کرلی گئی تھی اور یہ وہ احتیاط ہے جس کا تصور بھی اب سے چند سال قبل نہیں کیا جاسکتا تھا ۔ قصہ مختصر' علم الروایت کے اصول کے لحاظ سے حضرت مولانا محمد یوسف بنوری کے خطاب کی ان تینوں روایتوں کے '' حجت قطعیہ'' ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا ۔ لیکن اس کے باوجود حضرت مولانا کو ان روایتوں سے جن میں خود ان کے اپنے رسالہ '' بینات '' کی روایت بھی شامل ہے '' غلط فہمی کا اندیشہ '' ہوا ۔ اوران تمام راویوں کی پیدا کردہ '' غلط فہمی '' کو (جس کا سلسلۂ دراز ہندوستان کے '' صدق جدید '' تک جا پہنچتا ہے) دور کرنے کے لئے انہیں یہ مقالہ تحریر فرمانا پڑا - تو ہم بہ صد ادب و احترام حضرت مولانا سے سوال کرنے کی جرأت کرینگے کہ کیا ہم اس چھوٹے سے واقعے سے یہ بڑا سبق نہیں حاصل کر سکتے کہ

واقعات و اقوال کی قطعی صحت بیان پر اعتماد کے
لئے روایت کے اصول تنہا ہرگز کافی نہیں ہیں

---

(۲) مولانا بنوری نے اس تمہید میں ڈاکٹر فضل الرحمان صاحب کے مقالہ '' سنت و حدیث '' کا ضمناً کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

> '' جن انگریزی ماخذ سے اس کا تانا بانا لیا گیا ہے اتفاق سے ہمارے کتب خانہ میں عربی زبان میں وہ سارا ذخیرہ موجود ہے جس سے یہ اندازہ ہوا کہ ان نامنہاد تحقیقات میں مستشرقین کی تقلیدات ہی جلوہ گر ہیں - '' (ص ۱۵۹)

ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب کا '' سنت و حدیث '' پر مبسوط اور حشو و زوائد سے محفوظ مقالہ ہمارے اس ماہنامہ کی پانچ قسطوں میں شائع ہو چکا ہے - وہ ۹۲ صفحات پر مشتمل ہے ۔ جن میں عمیق ' عمومی اور جامع بحثوں کے علاوہ تیس سے زائد احادیث پر تفصیلاً کلام کیا گیا ہے - ہم حضرت مولانا سے گذارش کرینگے کہ '' جن انگریزی ماخذ سے اس کا تانا بانا لیا گیا ہے '' ان کے تفصیلی حوالے پیش فرمائیں اور بتائیں کہ

(۱) اس پر مغز اور معرکتہ الارا مقالے کے ۹۲ صفحات میں سے کون کونسے صفحے اور کون کونسی سطریں کن کن ''انگریزی'' ماخذوں سے ماخوذ ھیں ۔ اور

(۲) تیس سے زائد حدیثوں میں سے کتنی اور کن کن حدیثوں پر ان ''مستشرقین'' نے کیا کلام کیا ھے ۔

ھم حضرت مولانا سے درخواست کرینگے کہ وہ ایک کالم میں ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب کی ''ماخوذ'' تحریر اور اس کے مقابل کالم میں ان کے ''انگریزی ماخذوں'' کے اصل متن نہ سہی ان کے عربی ترجمے شائع فرمائیں تاکہ بات بالکل صاف ھوجائے۔ ھم پورے ادب و احترام کے ساتھہ ان سے ایک اور التجا کرینگے کہ وہ اقتباسات کے نقل کے کام کو بہ نفس نفیس سر انجام دینے کی زحمت گوارا فرمائیں اسے ابواسامہ عجمی یا حبیب اللہ مختار جیسے ان طالب علموں کے سپرد نہ فرمائیں جنہوں نے **یُحَرِّفُونَ ٱلْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ** کی عملی تفسیر میں درجہ تخصص حاصل کر رکھا ھے ۔

مولانا محمد یوسف بنوری کا محولہ بالا بیان بڑا عمومی ھے ، جس سے ظاھر ھوتا ھے کہ ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب کے اس مقالے کے ۹۲ صفحات اگر تمامتر نہیں تو بیشتر یقیناً ''انگریزی ماخذوں'' سے ماخوذ ھیں ۔ ھمیں حضرت مولانا محمد یوسف بنوری کی جلالت شان کا احترام ہے اس لئے ھمیں امید ھے کہ انہوں نے ایسا عام اور قطعی بیان پوری ذمہ داری کے ساتھہ دیا ھوگا اور اس کے لئے ان کے پاس پہلے سے ثبوت موجود ھوگا۔ ان کی اس ذمہ داری کی بنا پر ھم ان سے ثبوت کے لئے درخواست کرنے بلکہ اس کا مطالبہ کرنے میں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتے ھیں - اور ھمیں یقین ھے کہ وہ ان شواھد کو جن کی بنا پر انہوں نے یہ عمومی بیان بڑے دعویٰ کے ساتھہ دیا ھے اپنے کتب خانہ تک جس میں ''عربی زبان میں وہ سارا ذخیرہ موجود ہے'' محدود نہ رکھینگے بلکہ ماھنامہ ''بینات'' کی قریب ترین اشاعت میں تقابلی جدول کی شکل میں شائع فرمائینگے ۔ اور اگر وہ مناسب سمجھیں تو ان کے مہیا کردہ شواھد کو ''فکر و نظر'' کے صفحات پر شائع کرنے کے لئے ھم بخوشی تیار ھیں ۔

(۲)

''بینات'' کی اسی اشاعت میں مدرسہ اسلامیہ عربیہ، نیو ٹاؤن، کے حدیث کے درجۂ تخصص کے ایک طالب علم محمد حبیب اللہ مختار دہلوی نے ''وضع حدیث کی تاریخ اور قدماء محدثین پر وضع حدیث کا بے جا الزام'' کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے - جس میں وضع حدیث کی تاریخ پر بعض مصنفوں کے اقوال جمع کرلینے سے پہلے مضمون نگار نے ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب کے مقالہ ''سنت و حدیث'' کی پانچویں قسط (''فکر و نظر'' جنوری و فروری ۱۹۶۴ع کا مشترکہ شمارہ) کے چند اقتباسات ''غیر ذمہ دارانہ طور پر'' ''یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں'' اور اس قسم کے دوسرے فقروں کی تمہیدوں کے ساتھ نقل کردئیے ہیں - اور اس کے بعد اپنا سارا زور قلم اور جوش غضب اس بات پر صرف کیا ہے کہ

> ''ہم وضع حدیث کے متعلق نظریہ مستند کتابوں سے نقل کر کے ''مقالہ نگار'' کی کوتاہ نظری کو بے نقاب کرنا چاہتے ہیں خصوصاً امام نووی رحمہ پر ان کی شرمناک دست درازی کو واضح کرنا ضروری سمجھتے ہیں -'' (ص ۱۴۴)

امام نووی رحمہ پر مبینہ ''شرمناک دست درازی'' کی داستان بڑی دردناک ہے - ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب نے اس بنیادی مفہوم کی وضاحت کے لئے جس کے لحاظ سے وہ فقہی و کلامی قسم کی احادیث کی حجیت کے قائل ہیں، چار تنقیحات پیش کی تھیں (ملاحظہ ہو ''فکر و نظر''، جنوری و فروری کا مشترکہ شمارہ ص ۹ تا ص ۱۷) ان میں سے تنقیح دوم یہ تھی کہ

> ''ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ محدثین خود اپنی مساعی کے بارے میں کیا رائے رکھتے تھے - کیا وہ تمام صحیح کہلانے والی احادیث مرفوع کے رسول اللہ علیہ و سلم سے تاریخی صحت کے ساتھ مروی ہونے کے قائل تھے؟ ان سوالات کا جواب دیتے وقت ہمیں مندرجہ ذیل روایات کو پیش نظر رکھنا چاہئے -'' (ص ۱۲)

مندرجہ بالا تمہید کے بعد ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب نے مستند محدثوں کی کتابوں سے پانچ روایتیں پیش کی تھیں - ان میں سے دوسری اور تیسری روایتیں ''فکر و نظر'' شمارہ محولہ بالا کے صفحات ۱۲ و ۱۳ پر جس طرح درج ہیں ان کو یہاں پر نقل کیا جاتا ہے، بلکہ ان کا عکسی چربہ پیش کیا جاتا ہے -

(۲) وضع حدیث کے خلاف سب سے مضبوط رکاوٹ وہ مشہور حدیث تھی جو بالتواتر مروی ہے اور جس کے الفاظ یہ ہیں :۔

من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار — جس نے جان بوجھ کر مجھ پر بہتان باندھا اس نے جہنم میں اپنا ٹھکانا بنایا۔

اس حدیث کے الفاظ میں بعد میں ترمیم کرکے الفاظ لیضل بہ کا معنی خیز اضافہ کیا گیا۔ یعنی یہ کہ "جس نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے جان بوجھ کر مجھ پر بہتان باندھا، اس نے جہنم میں اپنا ٹھکانا بنایا۔"

امام طحاوی (متوفی ۳۲۱ھ) نے اپنی مفید کتاب مشکل الآثار میں تفصیل کے ساتھ ان مختلف اسنادوں پر بحث کی ہے جن سے یہ ترمیم شدہ حدیث مروی ہے اور ان کی صحت پر شک کیا ہے۔ لیکن ہمیں یہاں بحث اس حدیث کی صحت یا عدم صحت سے نہیں۔ بلکہ اس امر سے ہے کہ وہ اصحاب حدیث کے ایک خاص رجحان کی ترجمان ہے۔ چنانچہ ہمارے قیاس کی تائید امام نووی شارح صحیح مسلم (متوفی ۶۷۶ھ) کے اس قول سے ہوتی ہے کہ اسی روایت کی بنیاد پر یہ عام اصول بنا لیا گیا کہ انہ یجوز وضع الحدیث فی الترغیب والترہیب یعنی "ترغیب و ترہیب کے مضامین کی (پرہیزگاری کے جذبات پیدا کرنے والی) حدیثیں وضع کرنا جائز ہے۔" امام نووی نے یہ اصول کرامیہ کی طرف منسوب کیا ہے اور ان کا یہ کہنا ہے کہ بہت سے جاہلوں اور صوفیوں نے اس اصول کی پیروی کی ہے۔ لیکن اگر امام غزالی کی احیاء علوم الدین جیسی کتابیں پیش نظر ہوں تو اس "اصول" کے اتباع کو جاہلوں اور صوفیوں تک محصور کرنا دشوار ہوگا۔

(۳) یہی امام نووی راوی ہیں کہ بعض حضرات نے یہ نکتہ پیدا کیا ہے کہ مندرجہ بالا مشہور و متواتر حدیث میں الفاظ کذب علی ہیں۔ حرف جار علی کے صلہ سے مفہوم "مخالفت"، "نقصان" وغیرہ کا نکلتا ہے۔ اور پرہیزگاری و دینداری کے لئے حدیثیں بنانے میں "موافقت" اور "نفع" کا پہلو ہے۔ اس لئے ایسی حدیثیں وضع کرنے پر حدیث مذکورہ بالا کی "جہنم میں ٹھکانا بنانے" کی وعید کا اطلاق نہیں ہوگا۔ امام نووی کے اپنے بلیغ الفاظ یہ ہیں:۔

"ان ھذا اکذب لہ صلی اللہ علیہ وسلم لا علیہ۔"

ظاہر ہے کہ مندرجہ بالا اقتباسات میں امام نووی رح کے حوالے سے دو روایتیں پیش کی گئی ہیں جو تحریک حدیث کے بعض انتہا پسند حامیوں کے عقائد پر مشتمل ہیں - امام نووی رح ان کے محض راوی و ناقل ہیں - یہ نہیں کہا گیا کہ وہ خود ان کے قائل ہیں - ان میں سے دوسری روایت کو امام نووی رح کے حوالے سے ان الفاظ کے ساتھہ نقل کیا گیا ہے کہ " یہی امام نووی رح راوی ہیں کہ بعض حضرات نے یہ نکتہ پیدا کیا ہے کہ ..." اب اس " نکتہ " کو اردو زبان کی ساڑھے چار سطروں میں پیش کرنے کے بعد فاضل مقالہ نگار نے یہ محسوس کیا کہ امام نووی رح نے جو روایت دس لفظوں میں بیان کی تھی (جن میں سے چار الفاظ رسول‌اللہ صلی‌اللہ علیہ و سلم پر درود کے ہیں) اس کے لئے اردو کی ساڑھے چار سطریں لکھنی پڑیں - اس احساس کے تحت اور ساتھ ہی ساتھ روایت باللفظ کی احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے فاضل مقالہ نگار نے امام نووی رح کی اس روایت کو خود ان کے اپنے بلیغ الفاظ میں پیش کردیا۔ روایت میں ڈاکٹر فضل‌الرحمن صاحب کی اس درجہ احتیاط سے حدیث کے درجۂ تخصص کے اس طالب علم نے یہ فائدہ اٹھایا کہ ان کی مسلسل عبارت کے آخری جملے کو بقیہ عبارت سے الگ کر کے اس طرح پیش کیا کہ

> " اس کے بعد امام نووی رح کی جانب کسی بے باکی سے ایک غلط نسبت کرتے ہیں کہ 'امام نووی رح کے اپنے بلیغ الفاظ یہ ہیں " ان ھذا کذب لہ صلی اللہ علیہ‌وسلم لا علیہ " (ص ۱۴۳ - ۱۴۴) -

یعنی ڈاکٹر فضل الرحمان صاحب کے مقالے میں جو امام نووی رح کی روایت تھی اس نے مدرسہ اسلامیہ عربیہ کے درجہ تخصص تک پہنچتے ہوئے ان کے اپنے قول کی شکل اختیار کرلی - اس شاندار تحریف کے بعد حدیث کے درجۂ تخصص کے اس طالب علم نے متعدد صفحات پر اپنی قابلیت اس تحصیل حاصل میں صرف کی ہے کہ امام نووی رح کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں' انہوں نے تو دوسروں کا یہ قول نقل کیا ہے اور یہ ڈاکٹر فضل‌الرحمان صاحب کی " بے باکی " (ص ۱۴۳) اور " شرمناک دست درازی " (ص ۱۴۴) ہے ' اور " محقق موصوف کے مذکورہ بالا بیان کا حسب ذیل فقرہ انتہائی تعجب خیز ہے " (ص ۱۵۴) -

اس مضمون کی اهمیت کو نمایاں کرتے ہوئے '' بینات '' کے رکن ادارہ جناب غلام محمد نے اس کی پیشانی پر اپنے ادارتی نوٹ کی مہر ثبت کرتے ہوئے اسے مدرسہ اسلامیہ عربیہ نیو ٹاؤن کے حدیث کے درجہ' تخصص کے ''طریق کارکردگی' معیار اور اس کی افادیت '' کا نمونہ بنا کر پیش کیا ھے - ھمیں اعتراف ھے کہ وضع حدیث میں درجہ' تخصص کے '' طریق کارکردگی '' کا یہ یقیناً مثالی نمونہ ھے- اس کی '' افادیت '' اس لحاظ سے قابل ستائش ھے کہ اس سے یہ واضح ھوجاتا ھے کہ کرامیہ اور ان کی قسم کے دوسرے اصحاب الحدیث کیونکر '' دین کی خدمت '' کے لئے '' حدیث '' کی '' حفاظت '' کا دعویٰ کرتے تھے -

(۳)

رسالہ '' بینات '' کے مذکورہ بالا شمارے میں آخری مضمون پورے ایک صفحے کی اس جلی سرخی کے ساتھ شائع ھوا ھے '' ماھنامہ بینات کراچی - اس کے مقاصد اور اس کی خدمات کا اجمالی تعارف '' رسالے کی امداد کی اس اپیل کی تقویت کے لئے رسالے کے کارکنوں نے '' اساس اسلام کی حفاظت اور عصری فتنوں کی مدافعت '' کے سلسلے میں اپنی خدمات کی تشہیر کی ھے- ان ''عصری فتنوں'' میں جناب غلام احمد پرویز ' عائلی کمیشن' جناب محمود احمد عباسی اور '' ایک بڑی موثر شخصیت '' یعنی ڈاکٹر شیخ محمد اکرام صاحب کے ساتھ ادارہ' تحقیقات اسلامی کا ذکر خیر بھی موجود ھے -

مولانا محمد یوسف بنوری صاحب کا اصرار ھے کہ ان کی تعاون کی پیشکش غیر مشروط نہیں تھی - ھمیں ان سے پورا پورا اتفاق ھے اور اگر ان کی شرائط میں ایک شرط یہ ھے کہ ھم ان کی مالی امداد کی اپیلوں کی تائید کے لئے اپنے آپ کو بطور ھدف پیش کریں تو ھمیں یہ بھی قبول ھے- لیکن وہ ھمیں اجازت دیں کہ ھم ان کی اس اپیل کے مندرجہ ذیل جملے سے اپنا اختلاف ظاھر کریں - اپیل نویس لکھتے ھیں کہ :

'' ابو اسامہ صاحب کے تفصیلی مضمون نے ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب کے مضمون کو بالکل بے اثر کردیا '' -

" فکر و نظر " کے قارئین کرام پر یہ واضح ہے کہ ہم نے مارچ اور اپریل سنہ ١٩٦٤ء کے شماروں میں ابو اسامہ عجمی کے حد درجہ دل آزار اور غیر علمی مضمون کی دو قسطیں رسالہ " بینات " سے نقل کی تھیں - اور اس کی کذب بیانی اور تحریفات کی نشان دھی کرتے ہوئے رسالہ " بینات " کے ذمہ دار اصحاب سے استغاثہ کیا تھا جس کے جواب میں جون سنہ ١٩٦٤ء کے "بینات" میں یہ حتمی وعدہ کیا گیا تھا کہ ہمارے تبصرہ کا "جلد ھی" جواب دیا جائیگا - لیکن کم از کم اگست سنہ ١٩٦٤ء کے محولہ بالا شمارہ تک اس وعدے کا ایفا نہیں ھوا - اس کی ہمیں شکایت ھرگز نہیں - لیکن اسے کیا کہیئے کہ اب تحریفات اور کذب کے اس مجموعے کے بارے میں " تحدیث نعمت کے طور پر " کہا جارھا ھے کہ اس لیے ڈاکٹر فضل الرحمان صاحب کے مقالہ "تحقیق ربوا " کو " بالکل بے اثر کردیا "- ویسے ہمیں تو یہ اعتراف ھے کہ ابو اسامہ عجمی کے مضمون کی اشاعت سے بھی پہلے ڈاکٹر فضل الرحمان صاحب کا مقالہ ان اصحاب کے لئے یقیناً بے اثر تھا جن کے لئے کہا گیا ھے کہ :

مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر